

## حرف آغاز

# صلاحیتوں کو پہچاننے اور ترقی دینے کی ضرورت

\_\_\_\_\_ سید جلال الدین عمری

جماعت اسلامی ہند کی حالیہ میقات (اپریل ۲۰۱۵ء تا مارچ

۲۰۱۹ء) میں ایک نیا مرکزی شعبہ Department of Human

Resource Development کے نام سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کا

مقصد ہے افراد کی صلاحیتوں کو پہچاننا اور انہیں ترقی دینے کے مواقع فراہم

کرنا۔ حلقوں کی سطح پر بھی یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے اور اس کے ذمے دار متعین

کیے گئے ہیں۔ مؤرخہ ۱۷-۱۸ اکتوبر ۲۰۱۵ء میں حلقوں کے ذمہ داران شعبہ کا

ایک تربیتی کیمپ مرکز جماعت میں منعقد ہوا تھا۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں

مولانا سید جلال الدین عمری امیر جماعت اسلامی ہند نے جو تقریر کی تھی، اسے

افادہ عام کے لیے موصوف کی نظر ثانی کے بعد یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ (رضی

الاسلام)

الحمد لله رب العالمين۔ والصلاة والسلام على سيد المرسلين۔

وعلى آله وأصحابه أجمعين۔ ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين۔ ابا بعد!

محترم ذمہ داران جماعت اور عزیز رفقاء مجلس! میں آپ تمام حضرات

کا مرکز جماعت اسلامی ہند میں خیر مقدم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جس

مقصد کے لیے ہمارا یہ کیمپ رکھا گیا ہے وہ پورا ہو۔ آمین!

عزیز دوستو! ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہت سی

صلاحیتیں رکھی ہیں، اسے غیر معمولی قابلیتوں سے نوازا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں

جن لوگوں نے بڑے بڑے کام انجام دیے ہیں، انھوں نے بھی صحیح معنوں میں اپنی تمام صلاحیتوں کا استعمال نہیں کیا۔ بعض ہی صلاحیتیں ان کی رو بہ عمل آئیں، بعض صلاحیتیں دب کر رہ گئیں یا ان کو ابھرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو صلاحیتیں دی ہیں، اس کی ذمہ داری ہے کہ ان صلاحیتوں سے واقف ہو اور ان کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرے۔ یہ صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ اس پر ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اٰمِهٰتِكُمْ لَّا تَعْلَمُوْنَ شَيْْءًا وَّجَعَلَ لَكُمْ  
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (النحل: ۷۸)

”اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے اس طرح پیدا کیا کہ تم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اس نے تمھیں کان دیے، آنکھیں دیں اور دل عطا کیا، تاکہ تم اس کا شکر ادا کرو۔“

یہ دنیا کیا ہے؟ کس نے پیدا کی ہے؟ اس کے مسائل کیا ہیں؟ اس میں ہماری حیثیت کیا ہے؟ ہم یہاں کیا کر سکتے ہیں؟ ان تمام چیزوں سے ہم بے خبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غور و فکر کی، سوچنے سمجھنے کی جو صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، وہ اس لیے ہیں، تاکہ ہم ان کے ذریعہ اس بے خبری کو ختم کریں۔ دنیا میں بے خبر ہو کر آئے ہیں، لیکن بے خبر ہو کر نہ رہیں، اپنے مقصدِ حیات سے واقفیت حاصل کریں۔ اگر ہم ان صلاحیتوں کو صحیح طریقہ سے استعمال کریں گے تو ان میں اضافہ ہوگا اور ہم بے خبری اور جہالت کی زندگی نہیں گزاریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سے صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں، لیکن تین (۳) صلاحیتوں کا تذکرہ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے: سننے کی صلاحیت، دیکھنے کی صلاحیت اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت۔ ہم سب جانتے ہیں کہ انسان کے لیے علم کے جو ذرائع ہیں، ان کا تعلق بیش تر انہی تین چیزوں سے ہے۔ انسان بہت سی چیزوں کو دیکھ کر سمجھتا ہے، ایک بڑا حصہ وہ ہے جس کو سن کر جانتا ہے اور پھر دل و دماغ کے

ذریعے ان سے نتائج اخذ کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (العلق: ۳-۴)

”پڑھو، تمہارا رب بڑا برتر ہے، جس نے تمہیں قلم کے ذریعے علم سکھایا“

یہ گویا علم کی بنیاد ہے۔ شروع ہی میں کہہ دیا گیا کہ اللہ کے نام سے اس کا آغاز ہو۔ ایک طرف اس میں یہ بات کہی گئی کہ پڑھو اللہ کے نام سے۔ ظاہر ہے، اس کا تعلق انسان کے مطالعہ سے ہے۔ اس کے بعد دوسری بات یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قلم کی نعمت دی، یعنی قلم کے ذریعے اسے تعلیم دی۔ قرآن مجید میں قلم کے تعلق سے بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ یہاں جو بات کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان یہ بھی ہے کہ اس کو صرف پڑھنا ہی نہیں سکھایا، بلکہ قلم کی طاقت بھی دی ہے۔ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا، اس وقت کسی درجے میں انسان قلم کے استعمال سے واقف ہو چکا تھا۔ اسلام آنے کے بعد اس میدان میں اور زیادہ ترقی ہوئی اور اسے اسلام نے بہت اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ گویائی عطا کی ہے، وہ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا ہے، جذبات و احساسات کو بھی بڑی حد تک الفاظ کی شکل دے سکتا ہے، اصحابِ فکر اور سوچنے سمجھنے والے افراد اپنے افکار و خیالات پیش کر سکتے ہیں اور پیش کرتے رہے ہیں۔ اس پر بحث و مباحث بھی ہوتا رہا ہے، لیکن انھیں محفوظ رکھنے کا طریقہ اسے معلوم نہیں تھا کہ ان سے ان کے مخاطب بھی استفادہ کریں اور آئندہ نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قلم کے ذریعے اس نے اس کا طریقہ سیکھا اور علم و فن کی تاریخ وجود میں آئی۔ یہ دنیا نے علم کا بڑا انقلاب تھا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صرف پڑھنے کی نعمت نہیں عطا کی، بلکہ انہیں قلم کی دولت سے بھی نوازا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بڑا احسان ہے۔ زبان اور قلم فروغِ علم کے یہی دو ذرائع ہیں جنہیں اب تک انسان استعمال کرتا رہا ہے۔ اب پڑھنے لکھنے کے نئے نئے طریقے وجود میں آگئے ہیں۔ کمپیوٹر اور دوسرے جدید

آلات کے ذریعہ تعلیم اور تعلم کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن بہر حال اصلاً یہی دو ذرائع ہیں جن سے آدمی پڑھے گا یا پڑھائے گا، یا اپنی چیزوں کو دوسروں تک منتقل کرے گا۔ اسی سے ہمیں معلوم ہوگا کہ ماضی میں کیا ہوتا رہا ہے؟ اب کیا ہو رہا ہے؟ اور آئندہ کیا ہو سکتا ہے؟

یہ ایک واقعہ ہے کہ اس دنیا میں ہر انسان کچھ مخصوص صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ذہانت و فطانت کو لیجئے۔ بچپن ہی سے اندازہ ہوتا ہے کہ کون ذہنی طور پر تیز اور معاملہ فہم ہے اور کون نسبتاً کم فہم اور کند ذہن؟ کس کا حافظہ اچھا ہے اور کس کی یادداشت کم زور ہے؟ بعض لوگوں میں خدمت کا جذبہ ہوتا ہے۔ وہ دوسروں کے اوپر خرچ کرتے اور اپنا مال لٹاتے ہیں۔ ہر ایک کے اندر یہ حوصلہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگوں کے پاس مال بھی ہوتا ہے، وسائل بھی ہوتے ہیں، لیکن وہ دوسروں پر خرچ کریں، یہ ضروری نہیں ہے۔ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کرتے۔ اس طرح کی کم زوری ان کی فطرت ہوتی ہے۔ خوبیاں اور خامیاں فطری ہوتی ہیں اور وراثت میں ملتی ہیں۔ ان پر قادر ہونا دشوار ہوتا ہے۔

انسان کے اندر جو مخصوص صلاحیتیں پائی جاتی ہیں ان کو جاننا، پہچاننا اور صحیح رخ دینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

الناس معادن كمعادن الذهب و الفضة، خيارهم في الجاهلية  
 خيارهم في الاسلام اذا فقهوا (مشکوٰۃ بہ حوالہ مسلم)  
 ”لوگوں سونے چاندی کی کانوں کے مثل ہیں۔ عہد جاہلیت میں کسی  
 کے اندر کوئی خوبی رہی ہے تو وہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی باقی  
 رہے گی۔“

اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ جاہلیت میں بہتر تھے اور جن صلاحیتوں اور خوبیوں کے مالک تھے، وہ ان خوبیوں اور صلاحیتوں

صلاحیتوں کو پہچاننے اور ترقی دینے کی ضرورت

کے ساتھ اسلام میں آئیں گے۔ یہاں آنے کے بعد اگر وہ دینی بصیرت بھی اپنے اندر پیدا کر لیں تو اس سے دین کو فروغ ملے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ صلاحیتیں انسان کے اندر فطری طور پر ہوتی ہیں، اسے چاہیے کہ ان کو محسوس کرے اور دین کی خدمت کے لیے انہیں استعمال کرنے کی کوشش کرے۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ تعلیم و تربیت سے انسان کی صلاحیتوں کو موڑا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَىٰ هَٰذَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ  
(الروم: ۳۰)

”اپنا رخ اللہ کی طرف کرو یسویٰ کے ساتھ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے، جس پر اس نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی دینِ قیّم ہے۔“

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی صحیح فطرت سے ہٹ بھی جاتا ہے، اس میں اس کے والدین کی غلط تعلیم و تربیت کا دخل ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

ما من مولودٍ الا يولد على الفطرة، فأبواه يهودناه أو ينصرناه أو يمجسانه۔ (بخاری و مسلم)

”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔“

توحید کا عقیدہ، شرک سے بیزاری، اللہ کی اطاعت کا جذبہ، یہ تمام چیزیں انسان کی فطرت میں داخل ہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس کے والدین اسے فطرتِ اسلام سے ہٹادیتے ہیں اور یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ خاندان، ماحول، روایات، تعلیم و تربیت کے ذریعہ وغیرہ سے انسان کو صحیح رخ بھی ملتا ہے اور غلط رخ بھی۔ جو لوگ غلط رخ پر جا رہے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہی ہے

کہ ان کو اسی طرح کا ماحول ملا ہے، گھر کا ماحول اسی طرح کا ہے، والدین اسی طرح کے ہیں، اسکول اسی طرح کا ہے اور پوری فضا اسی طرح کی ہے تو ظاہری بات ہے کہ ان کا رخ بھی غلط ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث صاف طور پر بتاتی ہے کہ فطرت سے انحراف انسان کے اندر اس لیے ہوتا ہے کہ والدین اسے غلط رخ پر لے جاتے ہیں۔ موجودہ دور نے علم کے میدان میں بڑی ترقی کی ہے اور اس کے نئے نئے شعبے کھلے ہیں۔ لیکن آج کے طرزِ تعلیم کا نقص یہ ہے کہ اس میں طالب علم کے ذہن و مزاج، رجحانِ طبع اور صلاحیت کو نہیں، بلکہ مارکیٹ کی ضرورت اور تقاضوں کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں یہی رجحان غالب ہے کہ مارکیٹ کی جو ضرورت ہے، تعلیم و تربیت کے ذریعہ اس ضرورت کو پورا کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر بہت سے بچوں کا فطری رجحان سوشل سائنس کی طرف ہو سکتا ہے، لیکن آج ڈیمانڈ ہے فزیکل سائنس کی، تو بچے کو اس میں لگا دیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک بچہ، جو بڑا ادیب بن سکتا تھا، معاشیات کا ماہر ہو سکتا تھا، میدانِ سیاست کا رہ نما بن کر ابھر سکتا تھا، وہ ڈاکٹر اور انجینیر بن گیا۔ اس لیے کہ ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ اس کے اندر کیا صلاحیت ہے؟ لیکن جن لوگوں کو اپنی فطری صلاحیتوں کو پروان چڑھانے اور اپنے مزاج کے لحاظ سے کام کرنے کے مواقع مل جاتے ہیں وہ بہت تیزی سے آگے بڑھتے ہیں اور خوب ترقی کرتے ہیں۔

اس لحاظ سے میرا خیال ہے کہ جماعت اسلامی ہند میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا کیمپ ہے۔ اس کے ذریعہ، امید ہے کہ ہم یہ دیکھنے کی کوشش کریں گے کہ ہمارے وابستگان میں جو صلاحیتیں ہیں ان کو کس طرح ڈیولپ کیا جاسکتا ہے؟ اور مطلوبہ نتائج کیسے حاصل کیے جاسکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ ابھی پورے وثوق کے ساتھ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کے کیا نتائج حاصل ہوں گے؟ تجربہ ہی سے معلوم ہوگا کہ کیا ہم اپنے رفقاء کی مخصوص صلاحیتوں کو ابھارنے اور ان کو دینی رخ دینے میں کس حد تک کام یاب ہو پا رہے ہیں؟ اگر ہم اس شعبہ (Human Resource Development) کے ذریعے، ہماری جو علمی، فکری اور عملی

صلاحیتوں کو پہچاننے اور ترقی دینے کی ضرورت

ضرورتیں ہیں، ملک و ملت کی جو ضرورتیں ہیں، بلکہ عالمی سطح پر جو ضرورتیں ہیں، ان کے لیے کچھ افراد تیار کر سکیں، ان کو دینی رخ دے سکیں اور ان کے ذہنوں کو موڑ سکیں تو یہ بہت بڑی کام یابی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک طویل عمل ہے اور اس کے نتائج کی فوری طور پر توقع بھی نہیں کی جاسکتی، بلکہ یوں کہا جاسکتا ہے کہ یہ ایک مثبت آغاز ہے۔ اگر کوشش جاری رہے تو راہیں کھل سکتی ہیں۔

لوگوں کی صلاحیتوں کو پہچاننا اور ان کو وہ رخ دینا جو مطلوب ہے، کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جماعت اسلامی ہند نے اپنے قیام کے بعد ہی سے اس کی سعی کی ہے، اس کے نتیجے میں رام پور میں ثانوی درس گاہ کا قیام عمل میں آیا، جس میں جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کو علوم دین سے آراستہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس سے بعض نمایاں علمی شخصیتیں ابھریں۔ ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی کا قیام بھی اسی مقصد سے ہے، جو ایک طویل عرصہ سے علمی خدمات انجام دے رہا ہے اور نئے افراد کو اس کے لیے تیار بھی کر رہا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی اسلامی اکیڈمی ہے، جو نئی نسل کو فکری لحاظ سے دین کی خدمت کے لیے تیار کر رہی ہے۔ اب ہم Human Resource Development شعبہ کے ذریعہ افراد کی صلاحیتوں کو فروغ دینے اور علم و فکر کے مختلف میدانوں میں ان کی رہنمائی اور تعاون کا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم اس میں کام یاب ہوئے تو توقع ہے کہ بہتر نتائج حاصل ہوں گے۔ اس کے لیے شعبہ کو غیر معمولی سعی کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

پاکستان میں سہ ماہی تحقیقات اسلامی کے لیے رابطہ کریں:

جناب سجاد الہی صاحب، A-27، لوہا مارکیٹ، مال گودام روڈ، بادامی باغ، لاہور

Tel: 0300-4682752, (R)5863609, (O)7280916

Email: [abdulhadi\\_133@yahoo.com](mailto:abdulhadi_133@yahoo.com)